www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ممتاز قادری اور ریمنڈ ڈیوس کیسوں کا دوہرا معیار

قانون پر عمل کیوں نہیں ہوتا اور عدالتیں کیوں مذاق بن گئیں...؟

راولپنڈی میں دہشت گردی کی خصوصی عدالت نمبر ۲ نے ممتاز حسین قادری کے کیس کی سماعت کرتے ہوئے ۱۰ ماہ کے بعد یکم اکتوبر کو آخر کار مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ ماضی میں سرزمین پاکستان پر پہلے بھی توہین رسالت کے واقعات پیش آتے رہے اور شاتم رسول کو محبانِ رسول ﷺ کیفر کردار تک پہنچاتے رہے۔ اُس وقت نافذ العمل انگریزی قانون ناموس رسالتؐ کے تحفظ سے قاصر تھا۔ لیکن ۸۰ کی دہائی کی ۸ سالہ مسلسل قانونی جدوجہد کے بعد، ملک بھر کے علماے کرام، وفاقی شرعی عدالت اور پارلیمنٹ سے ناموسِ رسالت کے تحفظ کی خاطر ایک قانون تشکیل دیا گیا۔ اس قانون کی انتہائی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، تاہم قانون مذکور کے باوجود ماضی کی طرح پھر محبانِ رسول کو خود ہی اقدام کرنا پڑا اور انگریزی اَدوار کی طرح ایک بار پھر ملکی قانون کی آڑ لے کر توہین رسالت کی ملزمہ کی معاونت اور تائید کرنے والے گورنر پنجاب کے قاتل کو دہشت گردی عدالت نے دوبار سزاے موت سنائی اور دو لاکھ روپے بطورِ جرمانہ عائد کر دیا۔

جہاں تک فیصلہ مذکور کے درست یا غلط ہونے کا تعلق ہے تو عدالت کے جج پرویز علی شاہ نے خود اس کا تعین فیصلہ سنانے کے موقع پر ان الفاظ میں کر دیا کہ ''شرع اسلامی کی رو سے ممتاز قادری کا اقدام درست ہے، تاہم میں پاکستانی قانون کی بنا پر اُسے یہ سزا سناتا ہوں۔'' آئندہ دنوں میں علماے کرام اور محبانِ رسول ﷺ جج پرویز علی شاہ کے اس فیصلہ پر مکالمہ ومباحثہ کرتے رہیں گے اور یہ موضوع شرعی و قانونی حلقوں کا اہم عنوان بنا رہے گا، اس بنا پر اس فیصلہ کے شرعی و قانونی تجزیہ سے قطع نظر ہم ذیل میں پاکستان کے عدالتی نظام کا جائزہ لیتے ہوئے ممتاز قادری اور مشہور مقدمہ ریمنڈ ڈیوس کے فیصلوں کا باہمی تقابل قارئین کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے پیش کرتے ہیں جس سے ملکی قانون کی توقیر، مروّجہ عدالتی نظام اور ہمارے جج حضرات کا رویہ ہمارے سامنے اظہر من الشمس ہو جائے گا۔

۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو ممتاز قادری نے گورنر پنجاب پر توہین رسالت کے ارتکابِ جرم کا دعویٰ کر کے اُسے قتل کر دیا جبکہ اسی ماہ کے آخر میں ۲۷ جنوری کو ریمنڈ ڈیوس نے لاہور کی ایک مصروف شاہراہ پر لاہور کے دو معصوم شہریوں کو فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ بعد ازاں ریمنڈ کو بچانے کے لئے آنے والی گاڑی کے ڈرائیور نے ایک اور معصوم شہری عباد الرحمٰن کو بھی کچل کر ہلاک کر دیا۔ ان دونوں کیسوں پر پاکستان کی عدالتوں کا رویہ کیا رہا، آیئے پاکستان کی عدالتوں کے کردار کا ایک طائرانہ جائزہ لیتے ہیں:

① ریمنڈ ڈیوس کیس کا فیصلہ ۲ ماہ سے بھی کم مدت میں یعنی ۱۶؍ مارچ ۲۰۱۱ء کو سامنے آگیا جبکہ ممتاز قادری کے کیس کا فیصلہ ہونے کے انتظار میں ۱۰ ماہ کا وقت صرف ہوا، باوجود اس کے ممتاز قادری کا کیس دہشت گردی کی عدالت میں زیر سماعت تھا، جن میں بطورِ خاص تیز رفتاری سے کاروائی مکمل (سپیڈی ٹرائل) کی جاتی ہے۔

② ریمنڈ ڈیوس کا تین معصوم انسانوں کو قتل کرنے کا اقدام کھلم کھلا دہشت گردی، رعونت اور تکبر پر مبنی تھا۔ اس بنا پر ڈیوس کے اقدام کے بعد ہر پاکستانی، امریکی یا غیر ملکی شہریوں سے خوف محسوس کرنے لگا۔ عوام الناس میں عدم تحفظ اور غیر ملکیوں کے خلاف نفرت و غصّہ کی شدید لہر پھیل گئی جس کا اظہار وقوعہ قتل اور اس کے بعد کے ایام میں احتجاجات کی صورت میں ہوا جبکہ ممتاز قادری کا اقدامِ قتل ایسے شخص کے خلاف تھا جس پر نہ صرف توہین رسالت کی معاونت کا الزام تھا بلکہ اس نے ناموسِ رسالت کے تحفظ کی شرعی سزا کو 'کالا قانون' قرار دیا تھا۔ اپنی ذاتی زندگی میں وہ اسلام سے منحرف شخص تھا جس کی شہادت اس کے اہل خانہ نے دی۔ اس بنا پر سلمان تاثیر کو شرعی طور پر کسی طرح کلیتاً معصوم شخص نہیں کہا جا سکتا۔ اُس کے اسی متنازعہ کردار کی بنا پر علمائے کرام نومبر ۲۰۱۰ء میں اس کے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ بھی دے چکے تھے۔ اس سے شدید نفرت کا اظہار اس کے جنازے کے موقع پر بھی سامنے آیا کہ لاہور ایسے بھرے پرے شہر میں کوئی نامور عالم دین تو کجا، سرکاری امام بھی اس کا جنازہ پڑھانے کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیار نظر نہ آئے۔ جبکہ دوسری طرف ممتاز قادری کی حمایت میں جلوس نکالے گئے، اور وکلا کی ایک بڑی تعداد نے اس کی مفت وکالت کا اعلان کیا۔ عوامی رجحان کی انتہا دیکھئے کہ پنجاب کا چیف جسٹس خواجہ محمد شریف اپیل کے مراحل میں اس کی وکالت کا خواہش مند بنا۔ اُس کی سزا کے خلاف پورا ملک سراپا احتجاج بنا۔ گویا ریمنڈ ڈیوس کا اقدام قتل تین معصوم انسانوں کے خلاف تھا اور ممتاز قادری کا اقدام قتل کم از کم الفاظ میں ایک غیر معصوم شخص کے خلاف تھا۔ اسی بنا پر دونوں وقوعہ جات پر عوامی ردعمل یکسر مختلف رہا۔ پہلے واقعہ سے قومی وملی تشخص بری طرح پامال ہوا اور دوسرے واقعہ سے دینی غیرت وحمیت کو تائید وتقویت حاصل ہوئی۔

③ ریمنڈ کا واقعہ سراسر دہشت گردی کا واقعہ تھا لیکن ہماری پولیس نے پہلے پہل اس کے لئے فرضی مقدمات درج کرکے اس کو بچانے کی کوشش کی، اُس کی جارحیت کو دفاع کا رنگ دینا چاہا اور جب آخر کار یہ ممکن نہ رہا تو پھر ایک صریح دہشت گردانہ واقعہ کو دہشت گردی ایکٹ سے بچا کر جرائم کی عام دفعات اس پر لاگو کیں۔ چنانچہ ریمنڈ ڈیوس پر انسدادِ دہشت گردی کی عدالت میں کوئی مقدمہ نہ چلایا گیا جبکہ ممتاز قادری کا مقدمہ جو ایک ملی حمیت وغیرت کا مقدمہ تھا، اس کو دہشت گردی کی عدالت میں چلاتے ہوئے ۱۰ ماہ اس کے فیصلے پر صرف کئے گئے۔ گویا جس مقدمہ کو دہشت گردی کی عدالت میں چلنا چاہئے تھا، اس کو عام عدالت میں چلایا گیا اور جس کو عام عدالت میں چلنا چاہئے تھا، اس پر دہشت گردی کی دفعات لگائی گئیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ دورانِ سماعت نہ تو دہشت گردی کی کوئی تفصیل پیش کی گئی اور نہ ہی اس کے قانونی تقاضے پورے کئے گئے۔ جرم کے تعین میں یہ جانبداری علاقائی انتظامیہ کی شرکت وتائید کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی اور دورانِ سماعت یہ رویہ عدالتی افسر کے رجحانات کا غماز ہے۔

④ ممتاز قادری کا واقعہ خالصتاً شرعی نوعیت کا مسئلہ ہے جس میں سید المرسلین ﷺ کی ناموس کو نشانہ بنانے کے ردعمل میں یہ اقدام کیا گیا، ممتاز قادری نے پہلے بیان میں ہی اپنے مقصود ومدعا کا تعین کر دیا تھا جو خالصتاً شرعی نوعیت کا مقدمہ تھا۔ اس نے اپنے اعترافی بیان میں کہا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"گورنر پنجاب نے قانون توہین رسالت کو 'کالا قانون' قرار دیا تھا، اس لیے گستاخِ رسول کی سزا موت ہے۔ سلمان تاثیر گستاخِ رسول تھا، اس نے چونکہ قانون توہین رسالت کے تحت عدالت سے سزا پانے والی ملعونہ آسیہ مسیح کو بچانے کا عندیہ دے کر خود کو گستاخِ رسول ثابت کر دیا تھا، اس پر میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔"

جبکہ ریمنڈ کا واقعہ ملکی قانون کا معاملہ تھا، جس میں ٹریفک قوانین کو نظر انداز کرتے ہوئے، شہری امن وامان کو پامال کیا اور خوف وہراس پیدا کیا گیا۔ طرفہ تماشہ دیکھئے کہ ملکی قانون جہاں پامال ہوا، اس قضیہ کا فیصلہ ہماری عدالتیں شرعی واسلامی قانون قصاص ودیت کی آڑ لے کر کرتی رہیں اور جہاں شرعی مسئلہ زیر بحث تھا، اس کا فیصلہ ہمارے جج حضرات ملکی قانون کی روشنی میں کرتے ہیں۔ یہ بھی واضح ہوا کہ ہر دو مقام پر شریعت کا فیصلہ اسلامیانِ پاکستان کی قومی وملی رجحانات کی تائید کرتا جبکہ دونوں مقامات پر قانونی ہتھکنڈوں سے عوامی جذبات کو پامال کیا گیا اور قانون کی پاسداری کو مجروح کیا گیا۔ غرض جو فیصلہ شریعت کی روشنی میں ہونا چاہئے تھا، اسے ملکی قانون کی آڑ میں اور جو ملکی قانون پر ہونا چاہئے تھا، اسے شریعتِ اسلامیہ کی آڑ میں فیصل کیا گیا۔

⑤ ریمنڈ کیس میں ۴۹ یوم کی قید کو سزائے قید میں شمار کر کے انوکھی مثال قائم کی گئی جبکہ ممتاز قادری کی ۱۰ ماہ پر محیط پر مشقت قید کو سرے سے نظر انداز ہی کر دیا گیا۔ ریمنڈ کو محض ۲۰ ہزار روپے جرمانہ کیا گیا اور مقتولین نے آیا اُسے معاف کیا یا خون بہا لیا؟ یہ تفصیل آج تک قوم سے مخفی ہے۔ ہمارے میڈیا پر بھی افسوس کہ وہ ہر مسئلہ کی تو بال سے کھال اُتارتا ہے لیکن آج تک اس معمہ کا کوئی سراغ لگانے سے قاصر ہے۔ جبکہ ممتاز قادری کو دو مرتبہ سزائے موت اور ۲ لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ ریمنڈ کی سزا شمار ہونے والی قید بھی بڑی پر سہولت اور باآسائش تھی، عدالتی افسران سے پر عزت گفتگو اس کا وطیرہ تھی جبکہ ممتاز قادری نے دورانِ قید کئی بار تشدد و امتیاز کی شکایت کی اور اُس کی تمام تر کاروائی مطالبے کے باوجود اڈیالہ جیل کے اندر ہی ہوتی رہی۔

⑥ ایسا ہی ایک مشہور حالیہ مقدمہ عافیہ صدیقی کیس کا بھی ہے جس میں امریکی جج نے افغانستان میں ہونے والے ایک وقوعہ پر امریکی قانون کا اطلاق کیا، ملزمہ پر ثبوتِ جرم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تقاضے پورے کئے بغیر شدید تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف ممکنہ جرائم کی سزائیں علیحدہ علیحدہ قید شمار کر کے اُسے ۸۶ سال قید کی سزا دی۔ یاد رہے کہ اس مقدمہ کے فیصلہ کے وقت سقوطِ خلافت (۱۹۲۵ء) کو بھی عین ۸۶ سال پورے ہو چکے تھے۔ جج نے یہ قرار دیا کہ عدالتوں کا کام امریکی قوم کا وقار بلند کرنا اور امریکی عوام وافواج کا تحفظ یقینی بناتے ہوئے ان کے خلاف ممکنہ جارحیت کو کم سے کم کرنا ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو عدالتوں کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

الغرض اسی سال کے ان دو مشہور کیسوں اور امریکی عدالت کے فیصلہ کے تناظر میں ہماری انتظامیہ اور عدالتوں کے رویے کا طائرانہ جائزہ لیا جائے تو دوہرے معیار اور امتیازی رویے ہر ہر مرحلے پر آشکارا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عدالتوں اور قانون کا احترام ختم ہو چکا ہے۔ وہ قانون جو غریب و مجبور کے لئے لوہے کا شکنجہ اور امیر و مقتدر کے لئے موم کی ناک ہو تو کوئی بھی اس پر خلوصِ دل سے عمل پیرا ہونے کو تیار نہیں ہوتا۔ پھر نامعلوم کس بنا پر ماورائے عدالت قتل اور قانون کی بالادستی کا بلند آہنگ ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔

آج ملک میں امن وامان اور بدامنی و بے چینی کی وجہ یہی عدالتی نظام ہے جس نے پورے ملک پر ہلاکت و بربریت اور دھوکہ و فراڈ مسلط ہو جانے کے باوجود آج تک کسی مجرم کو قرارِ واقعی سزا نہیں دی۔ اگر مالی معاملات میں عدالتیں انتظامیہ کے ہاتھوں مجبور ہیں تو کم از کم دہشت گردی کے کسی مجرم کو تو سزا سنا کر عبرت کا نشان بنایا جاسکتا تھا لیکن ہمارا انگریزی عدالتی نظام اس قوت سے قاصر اور محروم ہے۔ قانونی گرفت اور عدل وانصاف کے اس بوسیدہ نظام کی از سرِ نو تطہیر کی ضرورت ہے، وگرنہ مجرم یونہی دندناتے رہیں گے، طاقتور قانون سے کھیلیں اور شریف و کمزور لوگ قانون کا نشانہ بنیں گے!!

آیئے دربارِ نبویؐ کے ایک عدالتی فیصلے کا مشاہدہ کریں اور اسلام کا مثالی عدل وانصاف ملاحظہ کریں۔ سنن ابو داود میں سیدنا معمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیثِ مبارکہ مروی ہے:

زَنٰی رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: "اذْهَبُوا بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيِّ فَإِنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بِالتَّخْفِيفِ فَإِنْ أَفْتَانَا بِفُتْيَا دُونَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا وَاحْتَجَجْنَا بِهَا عِنْدَ اللهِ، قُلْنَا: فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَائِكَ." قَالَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالُوا: يَا أَبَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقَاسِمِ! مَا تَرٰى فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى أَتٰى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ «أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلٰى مَنْ زَنٰى إِذَا أَحْصَنَ قَالُوا: يُحَمَّمُ وَيُجَبَّهُ وَيُجْلَدُ وَالتَّجْبِيهُ أَنْ يُحْمَلَ الزَّانِيَانِ عَلٰى حِمَارٍ وَتُقَابَلُ أَقْفِيَتُهُمَا وَيُطَافُ بِهِمَا». قَالَ: وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ. فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ سَكَتَ أَلَظَّ بِهِ النِّشْدَةَ. فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّا نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ." فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَمَا أَوَّلُ مَا ارْتَخَصْتُمْ أَمْرَ اللهِ» قَالَ: "زَنٰى ذُو قَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِنَا فَأَخَّرَ عَنْهُ الرَّجْمَ ثُمَّ زَنٰى رَجُلٌ فِي أُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ رَجْمَهُ فَحَالَ قَوْمُهُ دُونَهُ وَقَالُوا لَا يُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتّٰى تَجِيءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمَهُ فَاصْطَلَحُوا عَلٰى هٰذِهِ الْعُقُوبَةِ بَيْنَهُمْ." فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَإِنِّي أَحْكُمُ بِمَا فِي التَّوْرَاةِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا.» قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَغَنَا أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُمْ. (سنن أبو داود: كتاب الحدود)

"یہودیوں کے ایک مرد و عورت نے زنا کا ارتکاب کر لیا تو وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ ہم اُس نبی ﷺ کے پاس لئے چلتے ہیں جو آسانیاں دے کر بھیجا گیا ہے۔ اگر یہ نبی ہمیں سنگساری کے علاوہ کوئی فیصلہ سنائے گا تو ہم اسے مان لیں گے اور اللہ کے ہاں اس کے فیصلہ سے حجت پکڑیں گے کہ یہ تیرے ایک نبی کا فیصلہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، جبکہ آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اور کہنے لگے: اے ابو القاسم ﷺ! زانی مرد و عورت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم نے ان سے ایک لفظ بھی کلام نہ کیا حتیٰ کہ یہودیوں کی مذہبی درسگاہ میں جا پہنچے اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ جل شانہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے توراۃ کو موسیٰ پر نازل کیا کہ شادی شدہ زانی کی توراۃ میں کیا سزا لکھی ہوئی ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ اس کا چہرہ سیاہ کر کے زانی مرد و عورت کو گدھے پر اس طرح بٹھایا جائے کہ دونوں کی گدیاں (گُدیاں) ایک دوسرے سے ملی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہوں۔ پھر اُنہیں پھرایا جائے اور اُن کو کوڑے بھی لگائے جائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس درسگاہ کا ایک نوجوان خاموش کھڑا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کو خاموش کھڑے دیکھا تو اس کو زیادہ شدت کے ساتھ اللہ کا واسطہ دیا۔ وہ بول اُٹھا کہ اگر آپ مجھے اللہ کا واسطہ ہی دیتے ہیں تو پھر توراۃ میں تو سنگساری کی سزا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ پہلے پہل کیا ہوا تھا جو تم نے اللہ کے فیصلہ کو بدل ڈالا۔ تو وہ نوجوان گویا ہوا کہ ایک بار کسی یہودی بادشاہ کے قریبی رشتہ دار نے زنا کا ارتکاب کرلیا تو بادشاہ نے اس پر سنگساری کی سزا نافذ نہ کی۔ پھر جب عوام الناس میں سے کسی نے زنا کیا تو بادشاہ اس کو سنگسار کرنے لگا، تب اس شخص کا قبیلہ اس سزا کے نفاذ میں رکاوٹ بن گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا بندہ بھی اس وقت تک سنگسار نہ ہوگا جب تک بادشاہ کا قریبی سنگسار نہ کیا جائے۔ غرض پھر سب نے اُس نئی سزا پر اتفاق کرلیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ توراۃ کے مطابق کروں گا، سو آپ نے مرد و زَن کو سنگسار کروا دیا۔ امام زہری کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ چلا کہ قرآنِ کریم کی یہ آیتِ مبارکہ اسی واقعے پر نازل ہوئی: اللہ فرماتے ہیں کہ "ہم نے توراۃ کو نازل کیا جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اس توراۃ کے مطابق اللہ کے مطیع و فرمانبردار نبی فیصلے کرتے ہیں۔" اور ہمارے نبی ﷺ بھی ان انبیا میں شامل ہیں۔"

اس حدیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ سابقہ قوموں کی ہلاکت اور زوال کا سبب بھی امیر و غریب میں امتیاز کرنا اور قانون کے دوہرے معیار قائم کرنا تھا۔ آج ہمارے ملک میں دین کے معاملات پوری سختی کے ساتھ اور دنیوی مفادات قانون سے مذاق کرکے فیصل کئے جاتے ہیں۔ آج کے اس جمہوری دور سے بہتر تو یہودی بادشاہوں کا دور تھا کہ اس میں عوام اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو برداشت کرنے کی بجائے غیر منصفانہ قانون کو بدلنے نکل کھڑے ہوتے تھے۔ شرم کا مقام ہے کہ آج عوامی حاکمیت کے جمہوری نعرے نے عوام سے غیر منصفانہ قانون کی تبدیلی کی قوت بھی چھین لی ہے اور ہم اس ظالمانہ نظام کو گلے سے لگائے بیٹھے اور اس کی مالا جپتے رہتے ہیں۔ جب تک معاشرے میں دوہرے معیارات کا خاتمہ نہ ہوگا، اس وقت تک قانون کی عمل داری اور اس کی توقیر کی توقع کرنا فضول ہے!!

(ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ